اردو تبصرہ نگاری کی تاریخ کا اجمالی جائزہ

حضرت مولانا عبیداللہ خالد
مدیر ماہنامہ الفاروق اردو

[''ماہنامہ الفاروق اردو'' میں، یہ ناکارہ گذشتہ کئی سالوں سے جدید کتابوں اور نئی مطبوعات پر تبصرہ کا کالم لکھ رہا ہے، ''کتب نما'' کے نام سے ان تبصروں کا مجموعہ کتابی صورت میں ادارہ الفاروق سے چھپ رہا ہے جس میں ساڑھے پانچ سو سے زیادہ کتب کے تبصرے وتعارف شامل ہیں، ''کتب نما'' کے شروع میں مدیر الفاروق مولانا عبیداللہ خالد صاحب مدظلہ کا ایک تحقیقی مقدمہ شامل اشاعت ہے، جس میں تبصرۂ نگاری کی تاریخ کا اجمالی لیکن تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے نذر قارئین ہے۔..........مدیر]

تبصرہ نگاری، اردو زبان وادب میں ایک مستقل صنف اور فن کی شکل اختیار کر چکی ہے، جب سے اردو رسائل وجرائد اور اخبارات کا آغاز ہوا ہے، اسی وقت سے نئی مطبوعات اور قدیم کتابوں پر تبصرہ اور تعارف کی روایت قائم ہوئی ہے اور اردو زبان کے ہر معتبر رسالے اور مجلے نے یہ روایت برقرار رکھی ہے، رسالوں کے اندر کتابوں پر تبصرے کے کالم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قارئین کو کتابوں اور نئی مطبوعات کا ایک تعارف حاصل ہو، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی مشہور کتاب ''اصناف ادب'' میں تبصرہ نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کسی کتاب پر تحریری شکل میں مختصر یا طویل اظہار رائے کا نام تبصرہ نگاری ہے، دوسرے الفاظ میں کسی کتاب کے مندرجات، اس کی علمی وادبی نوعیت، افادیت واہمیت، مشمولات کی صحت یا عدم صحت، اس کا علمی وادبی معیار اور اس کی مجموعی قدر وقیمت کا ایک مضمون کی شکل میں تعین اس کتاب پر تبصرہ کہلاتا ہے، جسے ریویو Review کرنا بھی کہتے ہیں۔ تبصرہ نگاری، تنقید اور مضمون نویسی ہی کی ایک شکل ہے۔ اس اعتبار سے یہ کوئی الگ صنف نثر نہیں ہے، تاہم دورِ حاضر میں تبصرہ نگاری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کسی کتاب کی مقبولیت میں اس پر چھپنے والے تبصروں کو خاصا دخل حاصل ہوتا ہے۔ تبصرہ مصنف کو حوصلہ بخشتا ہے اور اسے سوچ کے نئے زاویے عطا کرتا ہے اور اسے اپنی تخلیق پر نظر ثانی کا مشورہ بھی دیتا ہے۔ تبصرہ نگاری کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر قابلِ ذکر علمی، تحقیقی اور ادبی

رسالہ اپنے چند صفحات تبصروں کے لئے مخصوص کرتا ہے اور اہم کتابوں پر معروف اہلِ قلم سے تبصرے لکھوا کر شائع کرتا ہے۔ یوں تو ہر نقاد، مقالہ نگار اور مضمون نویس تبصرہ لکھ سکتا ہے، مگر معیار تبصرہ نگاری کے تقاضوں سے وہی مبصر عہدہ برآ ہوسکتا ہے جو زیرِ تبصرہ کتاب کے موضوع سے پوری طرح آگاہ ہو۔ بقول مولانا شبلی: 'ریویو کوئی آسان چیز نہیں' کامیاب تبصرہ نگاری کے لئے ضروری ہے کہ تبصرہ نگار کا مطالعہ وسیع ہو، خصوصاً وہ زیرِ تبصرہ کتاب کے موضوع سے ہمہ پہلو واقفیت رکھنے کے ساتھ تنقیدی بصیرت بھی رکھتا ہو اور کامل غیر جانب داری کے ساتھ معروضی نقطۂ نظر سے کتاب کے متعلق اپنی بے لاگ رائے کا اظہار کرے۔ اچھے مبصر بعض اوقات صاحبِ کتاب کے ساتھ کتاب کے مندرجات کا اجمالی تعارف کراتے ہیں۔ مصنف کے پیش کردہ نئے نکات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، اور یہ بتاتے ہیں کہ زیرِ تبصرہ کتاب اسی موضوع پر موجود دیگر کتابوں میں کس اعتبار سے خوش گوار اضافے کی حیثیت رکھتی ہے، یا محض اس میں گھسی پٹی باتوں کا اعادہ ہے۔ تبصرے کے آخر میں چند رسمی باتوں مثلاً کتاب کے ناشر، ضخامت، قیمت اور کتاب کے سائز کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ مبصر بعض اوقات زیرِ تبصرہ تصنیف کی کتابت وطباعت اور اس کے صُوری حسن کے متعلق بھی اپنی پسند وناپسند ظاہر کرتا ہے'' (۱)۔

اردو زبان وادب میں جن اہل علم کے تبصرے مقبول اور مشہور ہوئے، ان میں مولانا الطاف حسین حالی بھی ہیں، مولانا شبلی نعمانی کی کتاب ''سیرۃ النعمان'' پر انہوں نے تبصرہ لکھتے ہوئے، تبصرہ نگاری پر بھی روشنی ڈالی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک ریویو نگاری کا منصب صرف اس بات کا دیکھنا ہے، کہ مصنف نے وہ فرائض جن کو زمانے کا مذاق ہر نئی تصنیف میں اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح پیاسا پانی کو، کس حد اور کس درجے تک ادا کئے ہیں، پس جب ہم کسی کتاب پر ریویو لکھ رہے ہیں، ہم کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ مصنف کی رائے جزئیات مسائل میں فی نفسہ کیسی ہے، کیوں کہ اس کا فیصلہ کرنا پبلک کا کام ہے، نہ ریویو لکھنے والے کا، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کتاب کا عنوان بیان کیسا ہے؟ ترتیب کیسی ہے؟ طریق استدلال مذاقِ وقت کے موافق ہے یا نہیں؟ اور کتاب لکھنے کی غایت جو مقتضائے وقت کے مطابق ہونی چاہیے یا جو مصنف نے اپنے ذہن میں ملحوظ رکھی ہے، وہ اس سے حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟'' (۲)

تبصرہ نگاری کو صرف تعریف وتوصیف تک محدود کرلینا، تبصرہ کو تقریظ کے زمرے میں داخل کردیتا ہے، تبصرہ نگاری کا ایک اہم جزیہ ہے کہ کتاب کے موضوع، مندرجات اور خوبیوں کے تعارف کے ساتھ ساتھ، کمزوریوں کی بھی وضاحت کی جائے اور روشن پہلوؤں کے ساتھ تاریک خانوں کی طرف بھی اشارہ ہوجائے، اسے قارئین کے علاوہ خود مصنف کے لئے بھی مفید قرار دیا جاسکتا ہے کہ اسے نئے ایڈیشن میں اصلاح کا موقع مل جاتا ہے۔ شیخ سعدی نے گلستان میں بڑی حکمت کی بات لکھی ہے: متکلم را تا کسے عیب نگیرد، سخنش صلاح نپذیرد، یعنی بولنے والے کی گفتگو میں جب تک کوئی عیب نہ نکالے، اس کی گفتگو کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔

اردو ادب کی تبصرہ نگاری میں ایک معتبر نام مولانا ابوالکلام آزاد کا ہے، مولانا نے ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ کو کلکتہ سے ''لسان الصدق'' جاری کیا، جس کے مقاصد اشاعت میں اردو کتابوں پر بے لاگ اور سچے تبصروں کو شائع کرنا بھی تھا، مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''آج کل جس طریقہ سے کتابوں پر بالعموم ریویو کیا جاتا ہے، اسے ریویو کی جگہ (روایتی) تقریظ کہنا چاہیے۔ نہ کتاب کی پوری کیفیت ظاہر کی جاتی ہے اور نہ اس کے حسن وقبح پر بحث ہوتی ہے۔ صرف مصنف اور جائے طبع اور قیمت کی اطلاع دے دینی ریویو کا فرض سمجھا گیا ہے۔ ایسے ریویو سے علاوہ اس کے کہ ریویو نویسی کا اہم فرض پورا نہیں کیا جاتا، سب سے بڑی یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ کتاب کے نقائص نہ پبلک پر ظاہر ہوتے ہیں اور نہ مصنف پر، رفتہ رفتہ مصنفین بھی تقریظ کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر وہ کسی قسم کے اعتراض سننے کی قابلیت نہیں رکھتے'' (۳)۔

انیسویں صدی کی ابتداء میں تبصرہ نگاری کے فن کو جن رسائل وجرائد نے ترقی دی، ان میں مخزن لاہور (اپریل ۱۹۰۱) اردوئے معلیٰ علی گڑھ (جولائی ۱۹۰۳)، دکن ریویو (نومبر ۱۹۰۷) الہلال (۱۳ جولائی ۱۹۱۳) البلاغ (۱۲ نومبر ۱۹۱۵) ہمدرد دہلی، معارف اعظم گڑھ (۱۹۱۹) اور ماہنامہ ''اردو'' (جنوری ۱۹۲۱) بطور خاص قابل ذکر ہیں، مدیر مخزن شیخ عبدالقادر نے تبصرہ کے لئے آنے والی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، وہ لکھتے ہیں:

''ہمارے پاس جو کتابیں ریویو کے واسطے جائیں گی۔ (ہم) ان کو دو قسم میں تبدیل کریں گے۔ ایک وہ جن پر ہم ناقدانہ نگاہ ڈالیں گے اور ناظرین کو (ان) کا حسن وقبح صاف دکھا دیں گے۔ اس صیغے میں ممکن ہے کہ ہماری سخن فہمی غلطی کرے، مگر نیت کبھی غلطی نہ کرے گی۔ نہ کسی کا لحاظ، تعریف کی طرف راغب کرے گا، نہ کسی کا عناد مذمت کی طرف۔ مال کو سوٹی پر کس کے رکھ دیں گے۔ گاہک کا جی چاہے اٹھائے، جی چاہے نہ اٹھائے، جو صاحبانِ تصانیف یا صاحبانِ مطابع اس معیار کو منظور فرمائیں، تنقید کی فرمائش کریں، ورنہ لکھ دیں کہ وہ صرف تقریظ چاہتے ہیں'' (۴)۔

معارف اعظم گڑھ نے بھی تبصرہ کی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا "التقریظ والانتقاد" کے تحت نسبۃً تفصیلی تبصرہ لکھا جاتا اور ''مطبوعات جدیدہ'' کے عنوان سے مختصر تعارف کرایا جاتا، ''معارف'' کی مقبولیت میں، اس کے جاندار اور جامع تبصروں کا بھی بڑا دخل رہا ہے، تبصرہ نگاروں میں، اس کے مدیر مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا ابوالجلال اور شاہ معین الدین کے نام سرفہرست ہیں۔

اس عہد میں دبستان دیوبند کے دو رسالوں نے بھی تبصرہ نگاری کے فن کو جلا بخشی، ایک ماہنامہ الفرقان...... جسے مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے ۱۹۳۴ میں جاری کیا اور تسلسل کے ساتھ آج بھی لکھنؤ سے نکل رہا ہے، دوسرا رسالہ ''برہان'' ہے جو مولانا سعید احمد اکبرآبادی کے زیر ادارت جولائی ۱۹۳۸ سے ندوۃ المصنفین دہلی کے ترجمان کے طور پر شروع ہوا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے تبصرے، اردو زبان میں تبصرہ نگاری کا بڑا اثاثہ ہیں، ان کے زیادہ تر

تبصرے، ماہنامہ ''اردو'' میں شائع ہوئے، ماہنامہ اردو جنوری ۱۹۲۱ سے شروع ہوا تھا اور ۱۹۴۶ تک شائع ہوتا رہا، تقسیم ہند کے زمانے میں دو سال بند رہنے کے بعد ۱۹۴۹ میں کراچی سے چھپنے لگا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے تبصروں کے اب تک تین مجموعے شائع ہوچکے ہیں، ۱۹۲۳ سے ۱۹۳۳ تک انہوں نے ماہنامہ ''اردو'' میں جو تبصرے لکھے ہیں، وہ ''تنقیدات عبدالحق'' کے نام سے ۱۹۳۴ میں شائع ہوئے اور بعض حضرات نے اسے اردو میں تبصروں کا پہلا مجموعہ قرار دیا، دوسرا مجموعہ ''ادبی تبصرے'' کے نام سے ۱۹۴۷ میں اور تیسرا مجموعہ ''بابائے اردو کے غیر مدون تبصرے'' کے نام سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ تبصرہ نگاری کے سلسلے میں بعض رسائل کی روایت رہی ہے کہ مختلف افراد سے نئی مطبوعات پر تبصرے لکھوائے جاتے ہیں اور بعض رسائل کے مدیران، اداریہ نویسی کے طور پر تبصرہ نگاری بھی خود کرتے رہے ہیں، نیاز فتح پوری نے بھوپال سے ۱۹۲۲ میں ''نگار'' جاری کیا، یہ رسالہ ان کے غیر اسلامی افکار کا ترجمان رہا، اس میں تبصرہ کا کالم وہ خود لکھتے رہے، انہوں نے ۱۹۲۲ سے ۱۹۶۳ تک (۱۸۴۷) اٹھارہ سو سینتالیس کتابوں پر تبصرے لکھے (۵)۔

اردو ادب کی تبصرہ نگاری میں ایک معتبر حوالہ ماہر القادری بھی ہیں، انہوں نے کراچی سے مارچ ۱۹۴۹ میں ''فاران'' نامی رسالہ جاری کیا اور تبصرہ کا کالم خود لکھنے لگے، ان کے تبصرے اپنے زمانے میں بڑے مقبول رہے، انہوں نے جوش ملیح آبادی کی خودنوشت ''یادوں کی بارات'' پر بے لاگ تبصرہ لکھا، مولانا عبدالماجد دریابادی کو ان سے کسی وجہ سے رنجش تھی، یہ تبصرہ پڑھ کر مولانا دریابادی کی رنجش دور ہوگئی اور کہا کہ ماہر القادری سات خون کرتا تو بھی اس تبصرے کی بناء پر میں اسے بخش دیتا...... ان کے تبصروں کی ایک جلد چند سال پہلے شائع ہوئی تھی...... اردو زبان و ادب کی تاریخ میں بعض رسائل ایسے بھی ہیں جن کے اجراء کا مقصد ہی تبصرۂ کتب رہا ہے، اس سلسلے میں سہ ماہی ''صبح سعادت'' ...... ''اردو بک ریویو'' دہلی اور شش ماہی ''نقطہ نظر'' اسلام آباد کا نام لیا جاسکتا ہے، سہ ماہی صبح سعادت الہلال بک ایجنسی لاہور نے جنوری ۱۹۲۷ میں جاری کیا، اس کے مدیر حافظ سید احمد صدیقی قریشی تھے، اس کے پہلے شمارے کے آغاز میں تحریر ہے:

''صبحِ سعادت'' کا حقیقی دائرہ عمل عام رسالوں سے بالکل الگ ہے، اس کے اجراء کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ کتابوں اور مصنفوں کے متعلق ہر قسم کی مفید معلومات بہم پہنچائے اور جو اہل علم دنیا کے ہنگاموں سے الگ بیٹھے خدمتِ علم میں مصروف ہیں، انہیں دوسرے خدامِ علم کی مساعی جزیلہ سے آگاہ کرتا رہے۔ ''صبحِ سعادت'' میں اس کے سوا جن مقالات کا التزام کیا گیا ہے، ان کا مدعا محض یہ ہے کہ اس کام کی خشکی میں کسی حد تک رنگینی اور تنوع پیدا ہوجائے'' (۶)۔

لیکن یہ رسالہ زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکا اور اس کے کل چھ شمارے ہی شائع ہوئے۔

''اردو بک ریویو'' دہلی سے جناب محمد عارف اقبال کے زیر ادارت گزشتہ بارہ سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، اس کا زیادہ تر حصہ جدید کتابوں کے تعارف اور تبصرے پر مشتمل ہوتا ہے، اکتوبر ۲۰۰۵ میں دس سال پورے ہونے پر

اس کا ایک نمبر شائع ہوا، جس میں دس سالہ کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے، ان دس سالوں میں ۱۸۷۱ کتابوں اور مجلات پر تفصیلی تبصرے اور ۶۴۳۰ کتابوں کا مختصر تعارف شائع ہوا، یہ رسالہ اس حوالے سے بھی منفرد ہے کہ اس میں اسلامی اور ادبی ہر طرح کی کتابوں پر تبصرے ہوتے ہیں، اس میں ایک طرف جہاں حدیث کی کسی کتاب کی شرح، علم تفسیر سے متعلق کسی تفسیری کتاب اور کسی دوسرے دینی موضوع سے متعلق تالیف کا تعارف اور تبصرہ آتا ہے، وہیں کسی افسانے، ناول اور خالص عربی موضوع سے متعلق کتاب کا تبصرہ بھی شائع ہوتا ہے! تبصروں کے لئے آنے والی کتابیں، مختلف اہل قلم کے پاس تبصروں کے لئے بھیجی جاتی ہیں اور ان کے تبصرے، مبصر کے نام اور ایڈریس کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔

نئی کتابوں کے تعارف و تبصرہ پر مشتمل، ایک مجلّہ شش ماہی "نقطۂ نظر" بھی ہے جو اسلام آباد سے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے اور اس کے مدیر جناب سفیر اختر صاحب ہیں، اس کا پہلا شمارہ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو شائع ہوا، افتتاحیہ میں لکھا ہے:

"انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے قدم کے طور پر وطنِ عزیز میں شائع ہونے والی نئی کتب اسلامیات کے بارے میں اطلاعات فراہم کی جائیں۔ "اسلامیات" سے مراد ہمارے نزدیک بالفاظ ڈاکٹر سید ظفر الحسن مرحوم، ہر وہ بات ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہو، اس میں تاریخ و ادب، علوم و فنون، تہذیب و تمدن، مذہب و اخلاق، فلسفہ و حکمت، معاشیات و سیاسیات سبھی کچھ آجاتا ہے۔...... اس نقطۂ نظر سے ہر سال کتنی نئی کتبِ اسلامیات شائع ہوتی ہیں؟ اعداد و شمار تو میسر نہیں، مگر ایک اندازے کے مطابق یہ تعداد پانچ چھ سو کے لگ بھگ ہوگی، اور یہ کتابیں وطنِ عزیز کی مختلف زبانوں کے ساتھ ساتھ انگریزی، عربی اور فارسی میں شائع ہوتی ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ تمام نئی "کتبِ اسلامیات" کے بارے میں نہ صرف بنیادی اطلاعات فراہم کریں، بلکہ ان میں سے اہم کتابوں پر تفصیلی یا مختصر تبصرے شائع کریں" (۷)۔

ششماہی نقطہ نظر اسلام آباد کے اب تک ایک درجن سے زیادہ شمارے شائع ہو چکے ہیں!

تبصرہ نگاری کی تاریخ میں مشفق خواجہ مرحوم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اردو ادب میں ان کا مشہور کالم "سخن در سخن" درحقیقت فکاہیہ تبصرہ نگاری کا اعلیٰ نمونہ تھا، بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اردو ادب میں مزاحیہ تبصرہ نگاری کی ایک نئی طرح ڈالی، اس کالم میں عموماً وہ کسی ادبی کتاب ہی کے مندرجات کو زیرِ بحث لاتے اور لطیف مزاحیہ جملوں میں کتاب کی خامیوں کی نشاندہی کرتے، ان کے اس کالم کے چار مجموعے "خامہ بگوش کے قلم سے"...... "سخن ہائے ناگفتنی"...... "سخن ہائے گسترانہ" اور "سخن در سخن" کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں، ان کے علاوہ مشہور ادیب ڈاکٹر ظ، انصاری کے تبصروں کا مجموعہ بھی "کتاب شناسی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے!

حوالہ جات: (۱) اصناف ادب: ۱۸۱-۱۸۲ (۲) کلیات نثر حالی از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، جلد دوم: ۲۱۱-۲۱۲، و اردو تنقید پر ایک نظر از کلیم الدین احمد: ۲۳۶ (۳) ماہنامہ لسان الصدق، نومبر ۱۹۰۳ء: ۲۵ (۴) مقالات عبد القادر از محمد حنیف شاہد: ۲۰۵ (۵) دیکھئے ماہنامہ نگار پاکستان (نیاز نمبر، جون ۱۹۶۳ء) ص: ۲۵۲ (۶) شش ماہی نقطۂ نظر، شمارہ دوم: ۱۹ (۷) دیکھئے، نقطۂ نظر، شمارہ ایک: ۶ ......☆......